رمضان کا پہلا روزہ کب رکھا جائے؟

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایااور فرمایا:

(لاَتَصُومُوا حَتّٰی تَرَوہُ وَلاَ تُفطِرُوا حَتّٰی تَرَوہُ، فَاِن غُمَّ عَلَیکُم فَاقدِرُوا لَہ‘)

ترجمہ:”کہ چاند نظر آنے پرروزہ رکھو، اور چاند نظرآنے پر افطار(عید) کرو،اگر بادل ہو تو (پھر شعبان و رمضان کا) حساب کرو(تیس دن کا شمارپورا کرو)۔“

بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ اگر بادل تو(فَاَکمِلُوالعِدَّۃَ ثَلاَثِینَ)”تو تیس دن کا شمار پوری کرو۔“

مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ(فَاقدِرُوا ثَلاَثِینَ) ”تو تیس دن کا حساب کرو۔“ (مسلم،کتاب الصیام)

بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ (فَاَکمِلُوا عِدَّۃَشَعبَانَ ثَلاَثِینَ) توشعبان کی گنتی تیس دن پوری کرو۔“

یہی شریعت کا بتلایا ہوا حساب ہے،شریعت میں کوئی دوسرا حساب کہیں بھی نہیں ملتا۔

وضاحت:مثال کے طور پر آسان یو ں سمجھئے کہ:

شعبان کا چاندمنگل کو دیکھاگیا تو بدھ سے شعبان کا پہلادن شمار ہوگا،،،29شعبان کوبدھ ہی کا دن ہوگا،،،اس دن مسلمانوں کو شریعت کا حکم یہ ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں۔اب تین صورتیں پیش آئے گی:

★پہلی صورت یہ کہ آسمان پر مطلع بالکل صاف ہوگا،مگر چاند پھر بھی نظر نہیں آئے گا،نہ ہونے کی وجہ سے۔اس صورت میں اگلادن یعنی جمعرات 30شعبان کا ہوگا، اس کے بعد چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں بس جمعہ کا دن پہلا رمضان ہوگا،،،،

★دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ آسمان پر مطلع بادل کی وجہ سے صاف نہیں ہوگا،اس لئے چاند نظر نہیں آئے گا۔ اس صورت میں بھی اگلا دن یعنی جمعرات30 شعبان کا ہوگا،اور جمعہ کا دن پہلا رمضان ہوگا،،،،

یہ دونوں صورتیں مندرجہ بالا حدیث کے مطابق ہیں کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو یعنی ہر مہینے کے اُنتیس کو چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے گی،،،یا

اگر مطلع صاف نہ ہو توپچھلے مہینے کے 30دن پوری کرکے اگلا مہینہ شروع کیاجائے گا۔

★تیسری صورت یہ ہے کہ 29شعبان بدھ کے دن کو کسی کو چاند نظر آیا تو مطلع صاف ہونے کی وجہ سے ایک سے زیادہ شہادتوں کی ضرورت ہو گی۔اس کے بعد ان گواہوں کی گواہی پر سارے علاقے میں اعلان کیاجائے گا،اور مسلمان ایک ساتھ روزے رکھنے شروع کریں گے۔

اب اگر کسی کے پاس شعبان کا چاند منگل کی رات دیکھی جانے کی گواہی ہوتوبدھ کا دن پہلاشعبان شمار ہوگا،،،

اور 29شعبان بدھ ہی کا دن ہوگا،،،اس دن چاند دیکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں ایک صورت پیش آئے گی،اور اسی کے مطابق عمل ہوگا۔

یعنی اگر 29شعبان بدھ کے دن چاند نظر آیا تو جمعرات کے دن سے پہلا رمضان ہوگا،اور اگر چاند نظر نہیں آیاتوجمعے کے دن سے پہلا رمضان ہوگا۔

اب ذرا اللہ کو حاضر ناظر جان کر سوچئے کہ کیا ان مذکورہ صورتوں میں سے کوئی صورت موجود ہے؟ اگر نہیں تویقین کے ساتھ بلاخوفِ تردید یہ بات سمجھو کہ پہلے سے اپنی گنتی اور تخمینہ سے رمضان کا اعلان کرنا قرآن وسنّت کی تعلیمات کے یکسر خلاف ہے۔اور یہ حق کسی کو نہیں کہ شریعت کے اُصول کو پامال کرے۔

★ ایک اور سوال کیا نبی کریم ﷺ کا مذکورہ بالا حدیث منسوخ ہے؟ اگر منسوخ نہیں تو پھر کس بنیاد پر اس پر عمل نہیں کیاجاتا؟

★کیا نبی کریم ﷺ کے یہ تمام احادیث ہمارے لئے (نعوذباللہ)قابلِ عمل نہیں رہے؟؟؟

قارئین! اس حقیقت کو بھی ذہن میں رکھئے کہ سورج کے طلوع و غروب میں اختلافِ مطالع کو سب مانتے ہیں تو پھر چاند میں کیوں نہیں،جبکہ نبی کریم ﷺ نے اس کے دیکھنے کی تاکید کی ہے،(دیکھئے صحیح بخاری،،،صحیح مسلم،کتاب الصوم)اور ایک ملک کی روئت کو دوسرے ملک کیلئے کافی نہیں سمجھاہے،((مسلم،کتاب الصیام، باب بیاناَنَّ لِکُلِّ بَلَدِِ رُو یَتَہُم وَ انَّھُم اِذَا رَاَوُالھِلَالَ بِبَلَدِِ لَّا یَثبُتُ حُکمُہ‘ لِمَا بَعُدَ عَنھُم)اور چاند کے بڑے یا چھوٹے ہونے کے اعتبار کو بھی نبی کریم ﷺ نے یکسر رَد کیاہے(دیکھئے صحیح مسلم،کتاب الصیام،باب بیان انہ لا اعتبار بکبر ہالہلال وصغرہ))۔

سعودی عرب اور پاکستان کے معیاری وقت میں دوگھنٹے کا فرق ہے،یعنی پاکستان سعودی عرب سے دو گھنٹے آگے ہیں یعنی جب ہم یہاں صبحِ صادق کے وقت روزہ بند کرتے ہیں،اس وقت لوگ وہاں خراٹے بھرتے سو رہے ہوتے ہیں اس لئے کہ اس وقت وہاں 1.30بوتاہے۔

اسی طرح اللہ کے گھر بیت اللہ شریف میں ظہر کی جماعت 12.40پر کھڑی ہوتی ہے۔ کیا کسی نے ساری دنیا میں آج تک اللہ کے گھر بیت اللہ شریف کے ساتھ، ایک ساتھ نماز پڑھنے کا انتظارکیاہے؟اور اگر کوئی یہ طریقہ اختیار کرنابھی چاہے تو بہت سارے ملکوں کے نمازیں ہی شرعاً درست نہیں ہونگے، اس لئے کہ جن ممالک میں اس وقت زوال نہیں ہوا،وہ اگر بیت اللہ شریف کے وقت پر نماز پڑھیں گے تو ان کی نماز ہی نہیں ہوگی،، یعنی محض یہ حسنِ ظن کہ ہم بیت اللہ شریف کے وقت پر ہی نماز پڑھیں گے ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دے گا بلکہ ایسے لوگ اُلٹا شریعت کے مجرم ٹھہریں گے اور ان کاعمل ضائع ہوگا،لہٰذا سمجھنا چاہئے کہ عبادات کی صحت اور عدمِ صحت بیت اللہ شریف کے اوقات کی پیروی میں نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات ماننے میں ہے،اللہ کو وہی عبادت پسند ہوتاہے جو اللہ اور اس کے رسولﷺ کے بتلائے گئے طریقے کے مطابق کیاجائے نہ کہ شیطان کی پیروی کرتے ہوئے شریعتِ محمدی کی مخالف طریقے میں۔

یہ بات بھی قارئین نوٹ فرمائیں کہ جو لوگ سعودی عرب کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں،وہ بڑے عید میں ان کے ساتھ نہیں ہوتے، نہ ہی سعودی عرب کے عیدالاضحی کے دن عید کی نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی قربانی کرتے ہیں۔اُن سے کیوں نہیں پوچھاجاتا کہ مولوی صاحب یہ دین کہاں سے لائے ہو کہ رمضان اُن کے ساتھ اور عیدالاضحیٰ اُن کے ساتھ نہیں۔

قارئین! یہ بھی یاد رکھئے کہ بغیر عذر کے عید کے دن عید کی نماز چھوڑنا اور اگلے دن پڑھنا جائز نہیں۔اگر یہ لوگ کہے کہ عید کی نماز تو دوسری دن بھی پڑھی جاسکتی ہے، اس طرح قربانی بھی دوسرے دن کی جاسکتی ہے تو اُن کو جواب دیاجائے قربانی بے شک دوسرے دن بلکہ تیسرے دن تک بلاعذر بھی مؤخر کرسکتے ہو مگر عید کی نماز بغیر عذر مؤخر نہیں کیاجاسکتا، حتیٰ کہ اگر کوئی عید کے دن نماز نہ پڑھ سکاتو وہ دوسرے دن نہیں پڑھ سکتا۔

لہٰذا کب پہلا روزہ رکھاجائے؟اور کب عید کیاجائے؟اور اگر بادل ہوتو کیاطریقہ اختیار کیاجائے؟ اس بارے میں ہمارے تمہارے بلکہ پوری انسانیت کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے واضح ہدایات موجود ہیں اس لئے مسلمان کو کسی اٹکل لڑانے کی ضرورت کیا؟

بعض لوگ ناسمجھی کی بناپر یہ کہتے ہیں کہ پھر تو حج بھی سعودی عرب کے ایک دن بعد منایاکرو۔اس کا جواب یہ ہے کہ اے ناسمجھو! حج ایک مکانی عمل ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف مکہ مکرمہ میں چند مقامات یعنی بیت اللہ شریف،منیٰ،عرفات اور مزدلفہ مقرر ہیں۔اسی لئے اس عبادت کا بجالانا مکہ مکرمہ ہی میں ہوسکتاہے اور مکہ مکرمہ دنیا میں فقط ایک ہی ہے،اللہ کا گھر،عرفات،منیٰ مزدلفہ،جمرات،الغرض حج کے احکامات اداکرنے کا تو صرف ایک مقام ہے اور وہ ہے مكة المشرَّفة۔حج کے احکام دوسرے جگہ میں بھی ہوسکنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ اگر کوئی ایسا کہے گا تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

ہے کوئی جو ہمیں روئے زمین پر دوسرا مکہ دکھاسکے؟ ہے کوئی جوہمیں دوسرا مسجدالحرام دکھاسکے؟ہے کوئی جویہ کہہ سکے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کہیں اور بھی یا کسی اور مقام پر بھی حج کے احکامات ادا ہوسکتے ہیں؟؟

ایک مثال یوں بھی سمجھئے کہ آپ سعودی عرب میں ہوتو کیا تم نے کبھی پاکستان کے ٹائم پر روزہ افطار کیاہے؟کیاتم نے کبھی پاکستان کے ٹائم کے مطابق پانچ وقتہ نماز پڑھی ہے؟ جودوسرے ممالک کے لوگ سعودی عرب میں مقیم ہیں، کیا وہ نماز پاکستانی اوقات کے مطابق پڑھتے ہیں یا سعودی اوقات کے مطابق؟

مثال کے طور پر اگر کوئی کہے کہ میں نماز اپنے ملک کے وقت پر پڑھا کروں گا تو کیاہوگا؟ ہوگایہ کہ ایک پاکستانی، پاکستانی وقت کے مطابق 1.30پر ظہرکی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوگا مگر سعودی عرب میں اس وقت 11.30ہوں گے؟ ہے کوئی جو اس کیلئے یہ نماز اللہ تعالیٰ سے قبول کرائے؟ بلکہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس کی یہ نماز اس کے منہ پر ماری جائے گی۔پس ہوش کے ناخن لو اے مسلمان! اور اپنے نیک اعمال ضائع نہ کر۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب عالمگیری میں ہے:

ترجمہ: ”29 شعبان کو غروبِ آفتاب کے وقت غور سے چاند کو دیکھنا چاہئے، اگر نظر آیا تو روزہ رکھ لو، اور اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے نظر نہ آیا توشعبان کے تیس دن پوری کرکے روزہ رکھ لو۔“

اگر دیہات میں کسی نے چاند دیکھ لیا اور وہاں کوئی والی، گورنر یاحاکم نہ ہو جس کے سامنے گواہی دی جائے توگواہ نیک و عادل ہونے کی صورت میں اہلِ گاؤں پر روزہ رکھنا واجب ہے۔“ (فتاوی عالمگیری،کتاب الصوم،باب فی رویۃ الہلال)

<u>معاشرے میں موجود نام نہادعلمائے سوء</u>

آج کل لوگوں کی اور بالخصوص علماء اور مولوی حضرات کی علمی بے حسی کیلئے رمضان کا مثال کافی ہے۔

رمضان کا پہلا روزہ کب رکھاجائے اور کب عید کیا جائے،شریعتِ مطہرہ میں ان سوالات کے کیا جوابات ہیں؟

یہ ایک سادہ دینی اور فقہی مسئلہ ہے لیکن اس میں بھی کوئی کسی جعلی پیر کاتابع ہے،تو کوئی کسی مولوی کا۔

اور کوئی عوام کو خوش کرنے کیلئے نئے کام یعنی بے وقت رمضان کااعلان کرنے کا، توکوئی عوام کو ناراض نہ کرنے کا، کوئی کسی استاد کا،اورکوئی پرانے ریت ورسم کو نہ بدلنے کا جراء ت نہیں کرسکتا۔

ہمارے گاؤں مندیزائی شبقدر میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں، جنہوں نے رمضان کے بارے میں پہلے غلطی کی اور اب اس غلطی کو غلطی کہنے کی جراء ت نہیں کر سکتے۔

الغرض میں نے شریعت کا پابند اس مسئلے پر بہت کم علماء کو پایا،اور یہ سب کچھ اس لئے ہورہا ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈربہت کم ہوگئی ہے۔

بریلوی دین اسلام سے الگ دین ہے

بریلوی سیفی کہتے ہیں کہ ہم سعودی عرب کے ساتھ عید کرتے ہیں مگر ان کے نام نہاد علماء جب حج و عمرے پر جاتے ہیں تو سعودی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اس لئے کہ یہ گمراہ علماء سعودی علماء کو بد مذہب اور کافر کہتے ہیں۔ اس لئے میں ان بدبختوں سے پوچھتاہوں کہ کافروں کی گواہی کیوں اور کس دلیل پر قبول کرتے ہو۔

اس ناسمجھی اور کج فہمی میں بعض دیوبندیت کے دعویدار بھی ملوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا تابع بنا دے آمین۔

دین کسی مولوی کا غلام نہیں بلکہ مولوی دین کا غلام ہے

اگر کوئی عالم دین کی سو فیصد پیروی کرتا ہے، تو اس کی پیروی لازم ہے لیکن اگر کوئی عالم لوگوں کو اپنی اڑنتومڑنتو گھڑنتو کے پیچھے لگاتا ہے تو اس کی پیروی اس صورت میں لازم نہیں بلکہ اس کی ایسی اڑنتو مڑنتو بکواس کو ٹھکرانا واجب اور لازم ہے۔اس لئے کہ دین اس کا غلام نہیں بلکہ وہ دین کا غلام ہے اور جب وہ دین کے نام پر اپنی اڑنتو مڑنتو پھیلاتا ہے تو اس بات نہیں ماننی چاہئے۔اس لئے کہ وہ مفس اور خواہشات کا غلام اور شیطان کی بات ماننے والا بن گیاہے۔

چاند دیکھ کریہ کہنا کہ یہ دو(2) رات کی ہے یا تین رات کی ہے،اس بات کی شرعی حیثیت

”ابی البختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم عمرے کیلئے روانہ ہوئے،جب وادی نخلہ پہنچے توہم نے چاند دیکھا۔ہم میں سے بعض نے کہا کہ یہ دو رات کی ہے، اور بعض نے کہا کہ تین رات کہ ہے۔توہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے اور ان کو یہ قصہ سنایاتو اس نے پوچھا کہ کون سی رات دیکھا تھا تو ہم نے کہا کہ فلاں رات۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایاکہ رسول اللہﷺنے فرمایا ہے کہ اللہ نے اسے(چاند)کو نظر آنے کیلئے بڑا کیا ہے اور یہ اسی رات کی ہوگی جس رات دیکھا جائے۔“ (مسلم،کتاب الصیام،باب بیان انہ لا اعتباربکبر الہلال وصغرہ)

لہٰذا چاند دیکھ کر یوں کہنا کہ یہ اتنی رات کی ہے،شریعت میں اس بات کا کوئی اعتبار نہیں، اور یہ لایعنی اور فضول اٹکل ہے۔اور چاند کو یہ خودساختہ عمر دینے کے بعد دنوں کی گنتی شروع کرنا شریعت سے لا علمی کی دلیل ہے۔رسول اللہ ﷺ کاایک اور فرمان ہے کہ چاند دیکھ کر کہنا کہ یہ اتنی رات کی ہے، قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مِن اِقتِرابُ السَّاعۃ اِنتِفَاخُ الاَہِلَّۃ وَ اَن یُّرٰی الہِلال لَیلَۃِِ فَیُقَالُ لَیلَتَینِ

”چاند کا موٹا ہونا قیامت کی نزدیک ہونے کی علامت ہے اور پہلی رات کا چاند دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ یہ دوسری رات کا ہے۔“ (طبرانی و ابن ابی شیبہ)

کیاایک ملک (مثلاً سعودی عرب) کی رویت(چاند کا دیکھاجانا) دوسرے ملک (پاکستان)کیلئے معتبر ہوسکتی ہے؟

حدیث: ”حضرت کُرَیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اُمِّ الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہانے ملکِ شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کسی کام کے واسطے بھیجا۔ میں شام گیا، اور اُمِّ الفضل کاکام کرایا۔اور وہاں جمعہ کی شب کورمضان کا چاند دیکھاگیا،میں نے بھی چاند دیکھا۔پھر میں مہینہ کے آخر میں مدینہ آگیا۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے احوال پوچھا اور چاند کا ذکر بھی آگیا،اس نے پوچھا کہ تم نے کب وہاں چاند دیکھا ہے؟میں نے کہاکہ جمعہ کی رات کو۔پھر پوچھا کہ تم نے خود دیکھاہے؟میں نے کہاجی ہاں!اور لوگوں نے بھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہنے بھی روزہ رکھا۔تو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایاکہ ہم نے تو ہفتہ کی شب چاند کو دیکھا ہے۔اب ہم یا تو تیس روزے پورے کریں گے یا (29ویں)کو چاند دیکھ لیں گے۔اس پر میں نے کہا کہ کیا آپ کیلئے حضرت معاویہ رضی

اللہ عنہ کی رویت اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں۔اس پر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا: نہیں۔اور ایسا ہی ہمیں رسول اللہ ﷺنے حکم کیاہے۔‘‘(مسلم،کتاب الصیام، باب بیان اَنَّ لِکُلِّ بَلَدٍ رُو یَتَہُم وَ انَّہُم اِذَا رَاَوُالھِلَالَ بِبَلَدٍ لَّا یَثْبُتُ حُکمُہٗ لِمَا بَعُدَ عَنہُم)

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس باب کانام یہ رکھاہے:

”باب اس حدیث کے بیان میں کہ ہر ملک کیلئے جداجدا رویت یعنی چاند دیکھنا ہے۔“

اور یہ کہ ایک ملک کاچاند دیکھنا دوسرے ملک کیلئے معتبرنہیں۔اور اسی پر اختلافِ مطالع کو معتبر ماناگیاہے۔

سعودی عرب کے ساتھ روزہ اور عید نہ کرنے کی ایک عقلی دلیل اور حدیث شریف سے اس کی تصدیق

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم سعودی عرب کے ساتھ روزہ اور عید کرتے ہیں۔ ان کی یہ بات بھی قابلِ قبول نہیں اس لئے کہ جب دنیا میں ٹیلیفون، انٹرنیٹ اور جدید ذرائع آمد و رفت موجود نہیں تھے تو سعودی عرب میں چاند دیکھے جانے کی خبر ہمیں کیسے پہنچتی تھی۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ وہاں سے ہمیں خبر پہنچنا ناممکن تھا۔

اب دوسرا سوال یہ ہے کہ پھر کیا ہم ان کی طرف سے خبر پہنچنے تک انتظار کرتے تھے؟ اس کا جواب بھی یہ ہے کہ ہم ان کی خبر تک انتظار نہیں کرتے تھے۔

پھر تیسرا سوال یہ ہے کہ پھر ہم کس طرح روزہ و عید کرتے تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کے لازوال ارشادات تھے جن پر عمل کرکے ہم روزہ و عید کرتے تھے،حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایااور فرمایا:

(لاَتَصُومُوا حَتّٰی تَرَوہُ وَلاَ تُفطِرُوا حَتّٰی تَرَوہُ، فَاِن غُمَّ عَلَیکُم فَاقدِرُوا لَہٗ‘)

ترجمہ:”کہ چاند نظر آنے پرروزہ رکھو، اور چاند نظرآنے پر افطار(عید) کرو،اگر بادل ہو تو (پھر شعبان و رمضان کا) حساب کرو(تیس دن کا شمارپورا کرو)۔“

جھوٹے نام نہاد علماء سے دامن بچائیے

جو بریلوی سیفی کہتے ہیں کہ ہم سعودی عرب کے ساتھ روزہ اور عید کرتے ہیں وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں اس لئے کہ سعودی عرب اور پاکستان کے وقت کے درمیان دو گھنٹے کا فرق ہے،سعودی عرب پاکستان سے دو گھنٹے پیچھے ہے، یعنی جب سعودی عرب میں شام کے چھ بجے ہو تو پاکستان میں رات کے آٹھ بجے ہوتے ہیں۔ اس لئے جب سعودی عرب میں شام کے وقت چھ بجے چاند نظر آئے تو پاکستان میں اس کی خبر 8:15سے پہلے پہنچنا ناممکن ہے۔ جبکہ مندیزائی کے بریلوی مہینہ پہلے ناچنا شروع کرتے ہیں کہ فلاں دن ہمارا روزہ ہے، اس لئے ثابت ہو اکہ یہ دین کے غلام نہیں بلکہ شیطان لعین اور گندی نفس کے غلام ہیں اس لئے ان کی پیروی شیطان کی پیروی سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

ایک دن پہلے روزہ رکھنا

یہود مقررہ وقت سے ایک دن پہلے روزہ رکھتے تھے، اور ان کی اسی خودساختہ طرزِ عمل کی وجہ سے پھر ان پر زیادہ روزے فرض ہوئے۔ اگر کوئی کہے کہ ہم تو ہر سال ایک دن پہلے روزہ رکھتے ہیں مگر روزوں کی تعداد یہود کی طرح چالیس

تک نہ پہنچی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام آخری اور مکمل دین ہے اور نبوت کا باب رسول اللہ ﷺ پر بند ہوگیاہے، اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو نبوت کا دعوی کرے گا وہ جھوٹا اور کافر ہوگا اس لئے کہ نبی کریمﷺ خاتم النبیین ہے۔لیکن ان کا یہ اجافی روزہ رکھنا کبھی تو مکروہ اور کبھی مکروہِ تحریمی بھی ہوتا ہے، وضاحت آرہی ہے۔

عید کب کیا جائے گا؟

فقہ حنفی کی معتبر کتاب عالمگیری میں ہے: "شوال کا چاند 29رمضان کو دیکھا جائے گا،پس اگر ایک آدمی نے دیکھ لیا تو وہ (خود بھی) عبادات میں احتیاط کے اُصول پر عمل کرتا ہو اعید نہیں کرے گا،اور اگراس نے عید کیا تواس دن کا قضا کرے گا۔"

"اگر ایک آدمی نے شوال کاچاند دیکھا،اور اس کی شہادت قبول نہیں کی گئی تو اس پر(اگلے دن) روزہ رکھنا لازم ہے، اور اگرروزہ نہ رکھا تو، بغیر کفارہ کے، اس پر اس دن کی قضا ضروری ہے۔یہی بات فتاوی قاضی خان میں بھی لکھی ہے،اگر اس آدمی نے دوست کے ساتھ چاند دیکھا اور اس نے روزہ نہ رکھا تو اس پر کفارہ نہیں۔ اگر دوست نے اس کی تصدیق بھی کی،یہی بات فتح القدیر میں بھی لکھی گئی ہے۔اگر امام (حاکم)یا قاضی نے اکیلا عید کا چاند دیکھا تو نہ خود عیدگاہ جائے گا(عید کی نماز پڑھنے)اور نہ ہی لوگوں کو نماز پڑھنے کیلئے کہے گا، نہ ہی خفیہ طورپر روزہ کھولے گا،اور نہ ہی جہراً(لوگوں کے سامنے)،یہی بات سراج الوہاج میں بھی لکھی ہے۔" (فتاوی عالمگیری، کتاب الصوم،باب فی رویۃ الہلال)

امام حسن بن منصوراوزجندی الفرغانی حنفی رحمہ اللہ متوفی سنہ592 ہجری لکھتے ہیں:

(وَإذَا صَامُوا ثَلَثِينَ يَومًا بِشَهَادَةِ وَاحِدٍ ولَم يَرَوا هِلَالَ شَوَالٍ،لَم يُفطِرُوا وَاحَتَّى يَصُومُوا يَومًا آخَرَفِى قَولِ اَبِى حَنِيفَةَ وَاَبِى يُوسُفَ رحمہما اللہ،لِاَنَّهُم لَو اَفطَرُوا لَافطَرُوا بِشَهَادَةِ وَاحِدٍ وَشَهَادَةُ الواحِدِ لاَ تَصلَحُ فِى الفِطرَ)(فتاوی قاضی خان،کتاب الصوم،ج:1،ص: 95)

ترجمہ:"اگر ایک گواہ کی گواہی پر تیس روزے رکھے، اور تیسویں رمضان کو شوال یعنی عید کا چاند نظر نہ آیاتوامام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہمااللہ کے قول کے مطابق عید نہیں کریں گے،اور اگلے دن بھی روزہ رکھیں گے۔ کیونکہ اگرایسی صورت میں عید کیاتو یہ ایک گواہ کی گواہی پر عید ہوگا،اور ایک گواہ عید کرنے کیلئے کافی نہیں "

یہی بات "نور الایضاح" کے مصنف رحمہ اللہ نے بھی لکھی ہے،(دیکھئے نور الایضاح،کتاب الصوم،فصل فیما یثبت بہ الہلال و فی صوم یوم الشک)

یہی بات رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے بھی کی ہے،(دیکھئے فتاوی رشیدیہ،ص:478)

مطلب یہ کہ رمضان کے روزے ایک گواہ کی گواہی سے شروع کئے اور تیس روزے پورے کرکے تیسویں دن مطلع ساف ہونے کے باوجود چاند نظر آیا تو سمھاجائے گا کہ اس ایک گواہ نے،، یا تو★جھوٹ بولاتھا، یا★ اسے چاند دیکھنے کا صرف وہم ہواتھا۔حقیقتاً چاند نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے اس کی وہ پہلی گواہی ناقابلِ اعتبار مانی جائے گی اور اکتیسواں روزہ رکھ کر عید کیاجائے گا(کسی مہینے کے تیس دن پوری ہونے کی صورت میں یا اس صورت میں چاند دیکھنے کی ضرورت پھر نہیں رہتی۔

یہی بات فتاوی عالمگیری میں بھی حسن بن زیاد رحمہ اللہکے ذریعے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کی گئی ہی کہ:

(إذَا صَامَ بِشَهَادَةِ الوَاحِدِ،وَاَكمَلُوا ثَلاَثِينَ يَومًا وَلَم يَرَوا هِلَالَ شَوَالٍ لاَ يُفطِرُونَ فِيمَا رَوَى الحَسَنَ عَن اَبِى حَنِيفَةِ رحمہمااللہ لِلاِحتِيَاطِ)

ترجمہ:"اگر ایک آدمی کی گواہی پر روزہ رکھا گیا اور تیس روزے پوری کرنے کے بعدبھی عید کا چاند نظر نہ آیا تو عید نہیں کریں گے،اور امام محمد کے مطابق عید کریں گے، اور شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ کے مطابق یہ اختلاف اس وقت ہے کہ اگر آسمان صاف ہو تو عید نہیں کریں گے، اور اگر آسمان پر بادل وغیرہ ہوتو عید کریں گے۔"

”کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق ایک آدمی کی شہادت اس صورت میں قابلِ قبول ہے جب آسمان پر بادل ہو، اور جب آسمان صاف ہو تو صرف ایک آدمی کی شہادت کافی نہیں، بلکہ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ بہت سے لوگ چاند دیکھنے کی شہادت دیں۔“ (فقہ السنہ،حصہ دوم،ص:108) شک والے دن روزہ رکھنا گناہ اور نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہے

حضرت عمار بن یاسررضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (مَن صَامَ ےیومُ الشَّکَّ فَقَد عَصٰی اَبَاالقَاسِم ﷺ)

ترجمہ:”جس نے شک والے دن روزہ رکھا اس نے ابو قاسم(یعنی نبی ﷺ) کی مخالفت کی۔“

تردد والے نیت کا حکم

بعض لوگ شک والے دن یہ نیت متردد کرتے ہیں کہ رمضان نہیں تو نفل ہوا،اور اگر رمضان ہو اتو پھر تو مسئلہ ختم۔ایسے نیت کو عربی میں نیتِ متردده کہتے ہیں۔آؤ شریعت سے ایسے نیت کے بارے میں معلوم کریں:

”ایک آدمی کا پیر کے دن نفلی روزہ رکھنے کا معمول ہے، اور اسی دن یوم الشک ہوا،اور رمضان کے روزے کی نیت کی کہ اگر رمضان ہوا تو رمضان کا روزہ ہے،، رمضان نہیں ہواتو نفلی روزہ۔کیا ایسا کرنا صحیح ہے اور یہ رمضان کا روزہ سمجھا جائے گا یا نہیں؟

علامہ رملی رحمہ اللہ جواب میں لکھتے ہیں کہ:ایسا کرنا صحیح نہیں کیونکہ نیت کی شرائط میں سے ایک شرط یقینِ مطلق (جزم) ہے،اور سچ یہ ہے کہ رمضان داخل نہیں ہوا، اور اس نے شکی روزہ رکھا۔“ (فتاوی رملی رحمہ اللہ۔کتاب الصوم)

فقہ حنفی کی معتبر کتب: تحفۃ الفقہاء ، بدائع الصنائع اور فتح القدیر میں بھی ایسا کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔

یوم الشک کونسا دن ہے؟

تعریف: 29 شعبان کی شام کو بادل یا گرد وغبار وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو اگلے دن یعنی 30شعبان کے بارے میں شک ہوتا ہے کہ شائد آج چاند ہو چکا ہو، اور بادل یا گرد وغبار وغیرہ کی وجہ سے نظر نہ آیا ہو،تو شریعت کی اصطلاح میں اس دن کو ”یوم الشک“(شک کا دن)کہاجاتا ہے۔ ”ہدایہ کی شرح عنایہ“میں لکھا ہے:

(یَومُ الشَّکَ ہُوَ یَومَ الاَخِیرَ مِن شَعبَانَ الَّذِی یَحتَمِلُ اَن یَکُونَ آخِرَ شَعبَانَ اَواَوَّلُ رَمَضَانَ)(العنایۃ،کتاب الصوم،فصل فی رویۃ الہلال

ترجمہ:”یوم الشک،شعبان کا آخری دن جس میں شعبان کا آخری دن یا رمضان کا پہلا دن ہونے کا احتمال (امکان)ہوتا ہے۔“

یعنی جسے رمضان کا پہلا یقینی دن نہیں کہا جاسکتا پس یہی یوم الشک ہے۔

روافض شیعہ یوم الشک کو رمضان کا روزہ واجب سمجھتے ہیں۔روافض وہ شیعہ فرقہ ہے جو حضرت علی ر ضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ کرام کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرام

ر ضی اللہ عنہم سے بعض اور عداوت رکھتے ہیں اور ان کو طرح طرح کی گالیاں دیتے ہیں۔حتیٰ کہ اس اُمت کے افضل ترین ہستیوں جیسے حضرت ابوبکر اور حضرت عمرر ضی اللہ عنہماکو بھی سخت گالیاں دیتے ہیں۔اللہ ہم سب کو ان کی مشابہت سے بچائے،آمین

”شامی“ وغیرہ میں بھی یوم الشک روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔مشہور حنفی فقیہ علامہ شامی رحمہ اللہ متوفی سـہ1253 ہجری نے لکھا ہے:

(وَلَو جَزَمَ اَن یَکُونَ عَن رَمَضَانَ کُرِہَ تَحرِیماً) (ردالمختار(شامی)،کتاب الصوم،سبب صوم رمضان)

ترجمہ:”اور اگر رمضان کا یقینی روزہ سمجھ کر رکھا تو مکروہ تحریمی ہے۔“

علامہ ابن نجیم حنفی مصری رحمہ اللہمتوفی سـہ970 ہجری لکھتے ہیں:

(فَاِن جَزَمَ بَکَونِہٖ عَن رَمَضَانَ کَانَ مَکرُوہاًکَرَاہَۃَ تَحرِیمٍ لِلتَّشَبُّہِ بِاَہلِ الکِتَابَ لِاَنَّہُم زَادُوافِی صَومِہِم)

ترجمہ:”(یوم ا لشک)رمضان کا روزہ سمجھ کر روزہ رکھنا مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ اس میں اہلِ کتاب(یہود و نصاری)کے ساتھ مشابہت ہے،انھوں نے (اپنی طرف سے) روزوں میں زیادتی کی تھی۔“ (بحر الرائق،شرح کنزالدقائق،کتاب الصوم،باب بما یثبت شہر رمضان)

کیونکہ یہود و نصاری فرض روزوں کے ساتھ دوسرے روزے ملاتے تھے۔اور یہود ونصاری کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سال بھر روزے رکھتے تھے لیکن ان دنوں افطار فرماتے تھے اور دوسروں سے بھی شک والے دن روزہ افطار کراتے تھے،محدث بیہقی کی سُنَنُ الکُبرٰی میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت عمر ر ضی اللہ عنہماشک والے دن روزہ رکھنے سے لوگوں کو منع فرماتے تھے۔(فقہ عمررضی اللہ عنہ، مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ،ص:155)

اس لئے کہ احتیاط رسول اللہ ﷺ کی متابعت اور فرمانبرداری میں ہے،آپﷺ کی نافرمانی میں نہیں،لیکن آج کل لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کو احتیاط کا نام دیا ہے۔ اللہ عزوجل ہم سب کو قرآن وسنت کی قصداً و عملاً نافرمانی سے بچائے،آمین۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کرعید کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

”(تَعَمُّق اور محاسباتِ نجومیہ پر رمضان وعیدکا اصل) مبنی نہیں ہے بلکہ شریعت تو ان چیزوں (نجوم اور اٹکل لڑانے)کے مٹانے کیلئے آیا ہے۔“

آگے لکھتے ہیں:

”اور معلوم ہونا چاہئے کہ روزے کے باب میں تَعَمُّقکے اسباب مسدود (بند کرنا، روکنا)کرنااور جو باتیں لوگوں نے تَعَمُّق کرتے ہوئے پیدا کرلی ہیں ان کا رَد کرنا مقاصدِ ضروریہ میں سے تھا۔“

یہود ونصاری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے روزے کے اندر بعض اُمور تَعَمُّق کرکے خود ایجاد کئے تھے:

”ان اُمور میں یاتو کمیت(تعداد) کی زیادتی پائی جاتی تھی، یا کیفیت(مثلاً افطار و سحری میں تاخیر وغیرہ)
کی۔کمیت(تعداد) کی زیادتی سے آنحضرت ﷺ نے اس طرح منع فرمایا: (لاَ یَتَقَدَّمَنَ اَحَدُکُم رَمَضَانَ بِصَومِ یَومٍ اَو یَومَینِ۔۔۔۔۔الخ)

ترجمہ:”تم میں سے کوئی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھے،مگرجو شخص کہ اسے کسی خاص دن کا روزہ رکھنے کی عادت ہے،وہ اس دن روزہ رکھ لے۔“

نیز آنحضرت ﷺ نے عید الفطر اور شک والے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا،اس کا سبب یہ ہے کہ رمضان کا روزہ اور ان دنوں کے روزے رکھنے میں فرق نہیں ہے، لہٰذا اگر وہمی لوگ ان دنوں میں روزہ رکھنے کا طریقہ اختیار کر لیتے تو ان کے بعد جو طبقہ پیدا ہوتا اسی طریقہ کو وہ بھی اپنے اندر جاری رکھتااور اسی طرح کے بعد کاطبقہ، حتی کہ دین میں تحریف لازم آتی۔"

تَعَمُّقکسے کہتے ہیں؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اور تَعَمُّقدر حقیقت اس بات کانام ہے کہ احتیاط کی جگہ کوئی شخص اپنے اُوپر لازم کرلے،اور شک کادن اسی میں داخل ہے۔" (حجۃ اللہ البالغۃ،اردو ترجمہ،فصل روزے کے احکام،ص:،377,376)

امام فخرالدین حسن بن منصوراوزجندی الفرغانی حنفی رحمہ اللہ متوفی سـہ592 ہجری لکھتے ہیں:

(وَاَمَّا صَومَ ےَومُ الشَّکَّ وَہُوَالیَومُ الَّذِی یَشُکُّ فِیہِ اِنَّہ، مِن رَمَضانَ اَو مِن شَعبانَ، فَاِن نَوَی الصَّومَ فِی ہٰذالیَومِ مِن رَمَضَانَ کُرِہَ لِقَولِہٖ عَلَیہِ السَّلاَمُ: مَن صَامَ یَومُ الشَّکَّ فَقَد عَصٰی اَبَاالقَاسِمَﷺوَلِقَولہ عَلَیہِ السَّلاَمُ: وَلاَ تُقَدِّمُوا رَمَضَانَ بِصَومِ یَومٍ وَلاَ یَومَینِ، و لِاَنَّ فِیہِ تَشَبُّہًا بِالرَّوَافِض۔۔۔) (فتاوی قاضی خان،کتاب الصوم،جلد:اول،ص: 99)

ترجمہ:"اور جہاں تک شک والے دن روزہ رکھنے کا تعلق ہے، اوریوم الشک یہ ہے کہ جس میں رمضان کا پہلا دن ہونے یا شعبان کا آخری دن ہونے کے بابت شک ہو تو اگر اس دن رمضان کے روزے کی نیت کی تو یہ مکروہ (تحریمی)ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے شک والے دن روزہ رکھا اس نے میری نافرمانی کی۔"اور یہ بھی آپﷺ کا قول ہے کہ رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ مت رکھو۔" اور یہ بھی کہ اس میں شیعہ روافض کے ساتھ مشابہت ہے۔۔۔"

مہینہ تیس دن کا بھی ہوتا ہے، اور انتیس دن کا بھی

حضرت عبداللہ ابن عمر ر ضی اللہ عنہسے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(اَلشَّہرُ تِسعٌ وَّ عِشرُونَ لَیلَۃٍ، فَلاَتَصُومُوا حَتّٰی تَرَوہُ ، فَاِن غُمَّ عَلَیکُم فَاکمِلُوالعِدَّۃَ ثَلاَثِین) ترجمہ:"مہینہ 29دن کا بھی ہوتا ہے،پس چاند دیکھنے کے بعد روزہ رکھو،اگر بادل وغیرہ کی وجہ سے نہ دیکھ سکے تو پھر شعبان کے تیس دن پوری کرکے پہلا روزہ رکھو۔"(بخاری شریف،کتاب الصوم،باب قول النبیﷺ اذا رایتم الہلال فصوموا)

دین سے ناواقفیت کی بنیاد پر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ "بس رمضان ہر بار 29کا آتاہے"،بعض لوگ 29روزے رکھنا عیب کی بات سمجھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ شریعت کی مخالفت کرکے شک والے دن بھی روزہ رکھے، مگر30کی گنتی پورا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔آئیے دیکھتے ہیں کہ ہمارے تمہارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس بارے میں ہمیں کیا تعلیم دی ہے؟

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: (شَہرَا عِیدٍ لاَ یَنقُصَانِ: رَمَضَانُ وَ ذُوالحِجَّۃُ)

ترجمہ:"عید الفطر اور عیدالاضحیٰ کے دونوں مہینے اجر و ثواب میں کم نہیں ہوتے۔"(مسلم،کتاب الصوم،باب بیان معنی قولہٖ ﷺ شہرَا عیدٍ لا یَنقُصَانِ)

اس حدیث کا ایک مطلب یہ ہے کہ رمضان و ذی الحجہ کے مہینے 29 دن کے بھی ہو تب بھی اس کی اجر و ثواب میں کمی نہیں، اور ایک مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں مہینے ایک ہی سال میں 29 کے نہیں آئیں گے بلکہ ایک 29 کا تو دوسرا 30 کا آئے گا۔

<u>یوم الشک کے علاوہ بھی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت ہے</u>

حضرت ابوہریرہ ر ضی اللہ عنہسے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(لاَ ےَتَقدَّمنَ اَحَدُکُم رَمَضَانَ بِصَومِ ےَومٍ اَو یَومَینِ اِلاَّ اَن یَکُونَ رَجُلاً کَانَ ےَصُومُ صَومُہ، فَلیَصُم ذٰلِکَ الیَومَ)

ترجمہ:”تم میں سے کوئی رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے نہ رکھے،مگرہاں! اگرکسی شخص کے روزے رکھنے کا دن آجائے جس دن وہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھاتو اس دن روزہ رکھ لے۔“ (معمول کے نفلی روزے(مراد ہیں)۔ (بخاری شریف،کتاب الصوم،باب لایتقدم صوم بیوم ولا یومین)

کتبہا الاحقر-------------اکبر علی